اسلامی قانون - مولانا آزاد کی نظر میں

جناب رفیع اللہ صاحب عنایتی لیکچرر شعبہ سیاسیات مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

اقبال نے اپنے ایک خط میں بڑا بصیرت افروز مشورہ دیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص زمانۂ حال کے جوراس پرڈونس (اصول قانون) پر ایک تنقیدی نگاہ ڈال کر احکام قرآنیہ کی ابدیت کو ثابت کرے گا، وہی مجدِّد ہوگا اور بنی نوع انسان کا سب سے بڑا خادم بھی وہی شخص ہوگا"

اس صدی میں یہ کام مولانا کر سکتے تھے لیکن ملکی مصروفیات نے ان کو اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے سے باز رکھا لیکن پھر بھی ان کی تحریروں میں یہ کوشش ضرور ملتی ہے۔ ان کی بکھری ہوئی تحریروں کی مدد سے ہم اُن کے کام کو مکمل کر سکتے ہیں۔ اُن کی ساری کوششیں مجددانہ تھیں۔

اگر ہم قانون کی ماہیت پر غور کریں تو اس لازمی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ قانون انفرادی اور اجتماعی زندگی کی شیرازہ بندی اور اس کی تہذیب کرتا ہے۔ اس کا مقصد سماج میں عدل اور توازن برقرار رکھنا ہے۔

خورشید احمد ایک مقام پر لکھتے ہیں:- "اسلام زندگی کو ایک ناقابلِ تقسیم وحدت مقصود کرتا ہے۔ اور پوری زندگی کو الہامی ہدایت کے تابع بناتا ہے۔ خالقِ کائنات اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کی تعمیر و تشکیل کے لئے جو احکام دیئے ہیں انہی کا نام اسلامی قانون ہے۔ یہ احکام زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتے ہیں اور انفرادی و اجتماعی، سیاسی و معاشرتی، تمدنی و معاشی، دیوانی و فوجداری، ملکی اور بین الاقوامی ہر پہلو کی تہذیب کرتے ہیں۔ اسلام کا تصورِ قانون نہایت ہمہ گیر ہے اور مہد سے لحد تک انسان کی پوری زندگی کے لئے ضابطۂ حیات دیتا ہے۔ اس ضابطۂ حیات کو زندگی کے تمام شعبوں اور مرحلوں میں جاری و ساری اور نافذ کرنا مسلمان کا بنیادی فرض ہے۔ ایسا فرض جس پر اقامتِ دین کا دار و مدار ہے"۔ اُن کا یہ خیال صحیح ہے کہ اسلامی قانون انفرادی و اجتماعی زندگی کی تعمیر و تہذیب کرتا ہے اور اس کی

مکمل طور پر شیرازہ بندی کرتا ہے۔

یہاں شریعت اور قانون کے فرق کو بھی سمجھ لینا ضروری ہے۔ ڈاکٹر عبدالقادر عودہ شہیدؒ شریعت اور قانون کے بنیادی فرق کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ قانون انسان کا بنایا ہوا ہے اور شریعت اللہ کی طرف سے نازل کردہ۔ قانونِ موضوعہ ایسے وقتی قواعد سے عبارت ہے جسے سوسائٹی خود اپنے معاملات کی تنظیم اور اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے وضع کرتی ہے۔ قانون کو بنانے والی سوسائٹی ہوتی ہے اور وہ اپنے عادات و رسوم اور تاریخی پس منظر سے اس میں رنگ آمیزی کرتی ہے، اس کی رہنمائی اور توجیہ اس کا مقصد نہیں ہوتا اس طرح قانون، سوسائٹی سے موخر اور اس کے تغیرات اور تبدیلیوں کا تابع ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں قانون سوسائٹی کا بنایا ہوا ہوتا ہے، سوسائٹی قانون کی پیدا کردہ نہیں ہوتی۔ جہاں تک شریعت کا تعلق ہے، وہ سوسائٹی کی پیدا کردہ نہیں، نہ سوسائٹی کی تبدیلیوں اور تغیرات کا نتیجہ ہوتی ہے بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز پوری خوبی سے بنائی ہے۔ شریعت کا مقصدِ اولیں تو صالح افراد اور صالح جماعت کا پیدا کرنا اور ایک مثالی حکومت اور مثالی دنیا کا وجود میں لانا ہے۔ قوانین، شریعت سے استنباط کئے جاتے ہیں اور اس کے عالمگیر اصولوں کو پیشِ نظر رکھ کر ان کی تدوین کی جاتی ہے۔ تو پہلے شریعت کی خصوصیات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے تب ہی قانون کی ماہیت بھی سمجھ میں آسکتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالقادر عودہ شہیدؒ لکھتے ہیں:۔

" پہلی خصوصیت اس کا کمال ہے یعنی ایک کامل و مکمل شریعت کو جو قواعد و اصول اور نظریات کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ وہ سارے کے سارے اس میں موجود ہیں۔ دوسری خصوصیت اس کی رفعت و بلندی ہے یعنی اس کے قواعد و اصول سوسائٹی کی سطح سے بلند درجہ پر فائز ہیں اور ان کی یہ بلندی ہمیشہ قائم رہنے والی ہے۔ تیسری خصوصیت اس کا دوام ہے یعنی خواہ کتنی ہی مدت گذر جائے اور کیسے ہی حالات بدل جائیں شریعت کی نصوص میں نہ اصلاح و ترمیم کی گنجائش ہے، نہ تبدیلی و تغیر کی"

شریعت، انسان کو حریتِ فکر، عقیدہ اور قول دیتی ہے۔ شریعت کے انہیں عالمگیر اصولوں کے اصولوں کے پیشِ نظر قوانین کی تدوین ہوتی ہے اور ان کے کامیاب اور سود مند ہونے کا انحصار اس پر ہے کہ وہ شریعت کے عالمگیر اصولوں کے کہاں تک آئینہ دار ہیں، اور سماج کی انفرادی و اجتماعی زندگی کی

کہاں تک شیرازہ بندی کر سکتے ہیں اور سماج میں عدل و انصاف قائم کر سکتے ہیں ۔ قانون کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ وہ اخلاقِ فاضلہ کی حمایت و حفاظت کرتے ہوں اور اخلاقی اقدار کو پامال ہونے سے بچاتے ہوں اُن کے ساتھ روحانی برتری اور تقدس کا ایک عنصر ہمیشہ ہوتا ہے ۔

مولانا نے ہندوستان کی سماج کا بغور مطالعہ کیا تھا ۔ ہندوستانی سماج مختلف اقوام اور ملتوں کا گہوارہ رہی ہے ۔ یہاں اسلامی حکومت نہیں ہے ۔ مختلف لوگ صدیوں کی تہذیب و تمدن کے وارث ہیں ۔ قدیم مذہب ہندو مذہب ہی ۔ اس کی تقریباً چار ہزار سال کی تاریخ ہے ۔ اس کے پاس ویدوں اور شاستروں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور اسلام بھی ایک ہزار سال کی تاریخ اس ملک میں رکھتا ہے ۔ ان حالات میں مولانا نے اسلام کو پیش کیا اور وقتاً فوقتاً اسلامی قانون کو ہندوستان کے موجودہ حالات کے مدِنظر پیش کیا ۔ یہ کام انتہائی مشکل تھا ۔ علاوہ ازیں اسلامی ممالک کے حالات اور ساری تحریکات بھی اُن کے پیش نظر تھیں ۔ پھر اشتراکی اور سامراجی ممالک کی مثال بھی اُن کے سامنے تھی ۔ ان سب باتوں کو اُنھوں نے بغور مطالعہ کیا تھا ۔ وہ موجودہ علوم پر بھی خاص نظر رکھتے تھے ۔ تو دیکھنا ہے کہ مولانا اسلامی قانون سے متعلق کس قسم کے نظریات رکھتے ہیں ۔

وہ افراد کو بخوبی جانتے تھے اور اُس کے ساتھ ہی ساتھ شریعت کی تعلیم کی حقیقی روح سے بھی آشنا تھے ۔ لکھتے ہیں :۔

"اگر آپ کو اسلام کی تعلیم کی جستجو ہے، تو وہ دنیا کی ہر تعلیمی حقیقت کی طرح صرف اپنے حقیقی سرچشمہ ہی میں ڈھونڈھی جا سکتی ہے، نہ کہ انسانوں کی تعلیم میں اگرچہ وہ انسان اپنے اعتقاد میں مسلمان ہی کیوں نہ ہوں لیکن "عمل" تلاش کریں ۔ یہ نہیں کہ مسلمانوں کے "عمل" کو "اسلام" کی تعلیم قرار دے دیں"

تعلیم کو ڈھونڈتے وقت "ہدایت" کی راہ اختیار کرنی پڑیگی ۔ لکھتے ہیں :۔

"یہ ان لوگوں کی راہ ہے جو حقیقت کے متلاشی ہوتے ہیں اور منوانے کے لئے نہیں بلکہ مان لینے کے لئے قدم بڑھاتے ہیں ۔"

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :-

" جہاں تک کہ اسلام کا تعلق ہے، شاید ہی دنیا میں کسی تعلیم کی حقیقت و اصلیت کا ادراک اس قدر آسان اور سہل ہو جس قدر اسلام کا ہے۔ اوّل یہ کہ اس کی تعلیمی اصل اس طرح محفوظ اور مرتب، دنیا کے ہر انسان کے دسترس میں ہے کہ بغیر کسی علمی تحقیق و کاوش کے ہر شخص حاصل کر سکتا ہے۔ ثانیاً اس کے تمام مصادر اس طرح مسلّم اور طے شدہ ہیں کہ اس بارے میں اشتباہ کی گنجائش ہی نہیں، ثالثاً تعلیمی مصادر کی جتنی بھی مقدار ہے، بہت مختصر ہے"

مولانا کے نزدیک مذہب کی تعلیم اور پیروانِ مذہب کا فہم و عمل دو مختلف چیزیں ہوگئی ہیں۔" اُس نے کہا:۔ دنیا کے تمام مذہب حق ہیں، لیکن دنیا کے تمام پیروانِ مذاہب حق سے منحرف ہوگئے ہیں" پھر لکھتے ہیں:۔

" قرآن نے جو طریقہ اختیار کیا، وہ یہ تھا کہ تمام مذاہب کی تصدیق کی، مگر تمام پیروانِ مذہب کی تکذیب کی، اور اور اس تصدیق و تکذیب کے اجتماع نے اس بنیادی صداقت کی راہ نوعِ انسانی پر کھول دی، جس پر چلے بغیر کوئی انسان مذہبی حقیقت کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔"

مولانا قانون کی ماہیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں:۔

"۔ اولاً، تعزیر و سیاست کے تفصیلی قوانین کا بڑا حصہ براہِ راست شریعت کا ٹھہرایا ہوا نہیں ہے، بلکہ قانون سازی کے طریقوں پر شرعی اصول و مبادیات سے استنباط کیا ہوا ہے۔"

اسلام کی گذشتہ تاریخ بتاتی ہے کہ حکومت اور عدالت کے کام علیحدہ علیحدہ تھے " اسلامی حکومت میں نہ صرف عدالت کے اختیارات انتظامی مناصب سے الگ تھے بلکہ اسلامی عدالتوں کو وقت کے حاکموں، گورنروں، اور خود بادشاہوں پر بھی حکم دینے اور بلا رو و رعایت سزا تجویز کرنے کا اختیار حاصل تھا۔"

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو جو حقوق حاصل تھے اُن پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا ایک مقام پر لکھتے ہیں:۔ " اسلامی احکام کی رو سے غیر مسلم باشندوں کے جن حقوق کا بطور عہد و میثاق کے ذمہ لیا گیا تھا، وہ مختصر لفظوں میں حسب ذیل ہیں:۔ " اُنھیں پوری مذہبی آزادی دی جائے گی، انھیں اُن کے مذہب سے

برگشتہ نہیں کیا جائیگا۔ اُن کی جان و مال اور ہر طرح کی جائداد محفوظ رہے گی۔ اُن کا کوئی حق چھینا نہیں جائے گا اُنھیں اُن کے مذہبی احکام کے خلاف کسی بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ قانون کی نظر میں اُن کی جان مسلمانوں کی جان کی طرح ہوگی۔ تجارت، کاروبار اور معیشت میں کسی طرح کی روک عائد نہیں کی جائے گی، وہ ان تمام ٹیکسوں سے معاف رکھے جائیں گے جو مسلمانوں کے لئے قرار دیئے گئے ہیں۔ وہ فوجی خدمت سے بھی معاف رکھے جائینگے

مولانا کے نزدیک اسلامی قانون انفرادی و اجتماعی زندگی کی تشکیل کرتا ہے۔ وہ غیر مسلموں کے ساتھ مل جل کر رہنے پر زور دیتا ہے، اس لئے کہ وہ سب انسان ہیں۔ اگر اسلامی حکومت نہیں ہے تو سارے مذہبی فرقے ایک دوسرے کے تعاون و اشتراک سے کام لے سکتے ہیں۔ لوگ ملکی حکومت کے دستور کی پیروی کریں۔ لیکن ہر فرقے کو عدل و انصاف کے اصول پر کاربند ہونا لازمی ہو۔ خاص طور پر مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے شریعت کے عالمگیر اصولوں کو عمل میں لائیں اور اُن سے سماجی زندگی کے لئے قوانین استنباط کریں۔ گذشتہ فقہا نے اپنے مخصوص حالات کے تحت شریعت سے قوانین اخذ کئے تھے۔ مسلمانوں کا فرض ہوجاتا ہے کہ وہ شریعت کے قوانین پر عمل پیرا ہوں اور ایک نمونہ بن جائیں تاکہ افراد کی رہنمائی کرسکیں۔ ایک سچا مسلمان، مولانا کے نزدیک، ساری سماج کے لئے باعثِ برکت ہوتا ہو۔ اس کی وجہ سے سماجی نظام مضبوط و مستحکم ہوتا ہو۔ اس میں قرار آتا ہے۔ وہ مساوات، حریت، فکری اور عقیدوں کی آزادی کو عملی جامہ پہناتا ہے، ایک ملک میں بسنے والے سارے انسان ہیں۔ سب کو سماجی نظام کو مستحکم کرنا چاہیئے اور اس میں عدل و انصاف قائم کرنا چاہیئے۔ اسلام کو لوگوں نے عجیب سی چیز سمجھ رکھا ہے اسکو ایک دستورِ حیات سمجھ کر کام نہیں کرتے۔ وہ ایک دستورِ حیات ہے۔ اس میں انسان کی سیاسی، اقتصادی، سماجی اور اخلاقی زندگی کا بہترین حل ہے۔ وہ پوری انسانی زندگی پر حاوی ہے۔ اس کو اسی حیثیت سے اختیار کرنا چاہئے اور قانون کو زندگی کے عدل و انصاف اور استحکام کے لئے عمل میں لانا چاہیئے۔ ہندو مسلمان سب مل کر زندگی میں کام کریں۔ سب کی زندگیاں ایک دوسرے کے لئے کارآمد ہیں۔ ہر ایک کی جان محفوظ رہنی چاہیئے۔ شریعت سے سماج کے لئے اس طرح قوانین اخذ کرنے چاہئیں کہ وہ ملکی دستور سے مطابقت کھاتے ہوں اور اس کی خامیوں اور کمیوں کو دور کرتے ہوں۔ سب سے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ ساری دنیا کے

مسلمان اپنے مخصوص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے سارے انسانوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے قوانین، شریعت سے اخذ کریں تاکہ اسلام کی عالمگیریت اور ابدیت کا خیال لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے اور وہ ایک دوسرے کے اشتراک سے کام لے سکیں۔ سب سے بڑی چیز سارے انسانوں کا تعاون اور اشتراک ہے اگر یہ باقی رہتا ہے تو انسانی زندگی میں فلاح و سعادت اور خیر و امن باقی رہتا ہے۔ مولانا کی تحریریں اور اُن کا عمل ان ساری باتوں کی تصدیق کرتا ہے۔

کل پاکستان انجمن ترقی اردو کا پندرہ روزہ ترجمان

"قومی زبان"

جو ایک عرصہ سے بابائے اُردو مولوی عبدالحق صاحب کی زیر نگرانی اردو زبان و ادب کی خدمت کر رہا ہے اور جس کا ہر شمارہ بیش بہا معلومات کا خزینہ ہوتا ہے۔

چند مستقل عنوانات:۔

- حرفے چند (جدید ادبی مسائل کا تجزیہ)
- آئینہ (ہر ماہ کے اُردو ادبی رسائل کا جائزہ)
- گرد و پیش (ادبی، علمی اور ثقافتی خبریں)
- رفتار ادب (اُردو کے اشاعتی اداروں سے متعلق معلومات)
- تبصرے (اُردو کی تازہ ترین کتب پر بے لاگ تبصرے)
- غزل نما (اہم شعری مجموعوں کی غزلوں کا انتخاب)

قیمت فی پرچہ چار آنے ۔ سالانہ پانچ روپے

دفتر "قومی زبان"۔ انجمن ترقی اُردو (پاکستان)۔ اُردو روڈ۔ کراچی